حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا(پہلی قسط)

<"xml encoding="UTF-8?>

والدین ماجدین

آپ کے والد ماجد ساتویں امام باب الحوائج حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام اور مادر گرامی نجمہ خاتون ہیں جو امام رضا علیہ السلام کی بھی والدہ ماجدہ ہیں۔ (1)

ولادت تا ہجرت

حضرت معصومہ سلام اللّٰہ علیہا(2) نے یکم ذی القعدہ ۱۷۳ ء ھ کو مدینہ منورہ کی سرزمین پر اس جہان میں قدم رنجہ فرمایا اور ۲۸ سال کی مختصر سی زندگی میں دس ۱۰ (3) یا بارہ۱۲ (4) ربیع الثانی ۲۰۱ ھ میں شہر قم میں اس دار فانی کو وداع کردیا۔
اس عظیم القدر سیدہ نے ابتدا ہے سے ایسے ماحول میں پرورش پائی جہاں والدین اور بہن بھائی سب کے سب اخلاقی فضیلتوں سے آراستہ تھے۔ عبادت و زہد، پارسائی اور تقوی، صداقت اور حلم، مشکلات و مصائب میں صبر و استقامت، جود و سخا، رحمت و کرم، پاکدامنی اور ذکر و یاد الٰہی، اس پاک سیرت اور نیک سرشت خاندان کی ابھری ہوئی خصوصیات تھیں۔ سب برگزیدہ اور بزرگ اور ہدایت و رشد کے پیشوا، امامت کے درخشان گوہر اور سفینہ بشریت کے ہادی و ناخدا تھے۔

علم و دانش کا سرچشمہ

حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا نے ایسے خاندان میں پرورش پائی جو علم و تقوا اور اخلاقی فضایل کا سرچشمہ تھا۔ آپ سلام اللہ علیہا کے والد ماجد حضرت موسی کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت امام علی ابن موسی الرضا علیہ السلام نے اپنے بھائیوں اور بہنوں کی سرپرستی اور تعلیم و تربیت کا بیڑا اٹھایا۔ امام رضا علیہ السلام کی خصوصی توجہات کی وجہ سے امام ہفتم کے سارے فرزند اعلی علمی اور معنوی مراتب پر فائز ہوئے اور اپنے علم و معرفت کی وجہ سے معروف و مشہور ہوگئے۔
ابن صباغ ملکی کہتے ہیں: "ابوالحسن موسی المعروف "کاظم" کے ہر فرزند کی اپنی ایک خاص اور مشہور فضیلت ہے۔"
اس میں شک نہیں ہے کہ امام موسی کاظم علیہ السلام کے فرزندوں میں حضرت رضا علیہ السلام کے بعد علمی اور اخلاقی حوالے سے حضرت سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کا علمی اور اخلاقی مقام سب سے اونچا ہے۔ یہ والا مقام حضرت سیدہ معصومہ کے ناموں اور القاب اور ان کے بارے میں ائمہ کی زبان مبارک سے بیان ہونے والی تعاریف و توصیفات سے آشکار ہے۔ اور اس حقیقت سے واضح ہوتا ہے کہ سیدہ معصومہ بھی ثانی زہرا

حضرت زینب کی مانند "عالمہ غیر مُعَلَّمہ" ہیں۔ (عالمہ ہیں مگر ان کا استاد نہیں ہے اور علم انہیں کسی نے سکھایا نہیں ہے)۔

فضایل کا مظہر

حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا فضائل و مراتب و مقامات عالیہ کا مظہر ہیں۔ معصومین علیہم السلام کی روایات آپ سلام اللہ علیہا کے لئے نہایت اونچے مقامات و مراتب کی دلیل ہیں۔
روی القاضی نور اللّه عن الصادق علیه السلام قال:ان للّه حرماً و هو مکة ألا انَّ لرسول اللّه حرماً و هو المدینة ألا و ان لامیرالمؤمنین علیه السلام حرماً و هو الکوفه الا و انَّ قم الکوفة الصغیرة ألا ان للجنة ثمانیه ابواب ثلاثه منها الی قم تقبض فیها امراة من ولدی اسمها فاطمه بنت موسی علیهاالسلام و تدخل بشفاعتها شیعتی الجنة باجمعهم۔(5)
قاضی نور اللہ رحمه روایت کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جان لو کہ خدا کے لئے ایک حرم ہے اور وہ مکہ ہے؛ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے بھی ایک حرم ہے اور وہ مدینہ ہے؛ اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے لئے بھی ایک حرم ہے اور وہ کوفہ ہے۔ جان لو کہ قم ہمارا چھوٹا کوفہ ہے، جان لو کہ جنت کی آٹھ دروازے ہیں جن میں سے تین دروازے قم کی جانب کھلتے ہیں۔ میرے فرزندوں میں سے ایک خاتون – جن کا نام فاطمہ ہے – قم میں رحلت فرمائیں گی جن کی شفاعت سے ہمارے تمام شیعہ بہشت میں وارد ہونگے"۔

حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کا علمی مقام

حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا عالم تشیع کی نہایت گرانقدر اور والا مقام خاتون ہیں جن کا علمی مقام بہت اونچا ہے۔
روایت ہے کہ ایک روز شیعیان محمد و آل محمد صلی اللّٰہ علیه و آله و سلم کا ایک گروہ حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی ملاقات کے لئے مدینہ منورہ مشرف ہؤا۔ چونکہ امام علیہ السلام سفر پر تشریف لے گئے تھے اور یہ لوگ آپ علیہ السلام سے سوالات پوچھنے آئے تھے لہذا انہوں نے اپنے سوالات حضرت فاطمہ معصومہ کے سپرد کئے – جو ابھی نوعمر بچی ہی تھیں – یہ لوگ دوسرے روز ایک بار پھرامام علیہ السلام کی در گاہ پر حاضر ہوئے مگر امام علیہ السلام ابھی نہیں لوٹے تھے؛ چنانچہ انہوں نے اپنے سوالات واپس مانگے۔ مگر انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ سیدہ معصومہ نے ان کے جوابات بھی تحریر کر رکھے تھے۔ جب ان لوگوں نے اپنے سوالات کے جوابات کا مشاہدہ کیا، بہت خوش ہوئے اور نہایت تشکر اور امتنان کے ساتھ مدینہ چھوڑ کر چلے گئے۔ اتفاق سے راستے میں ہی ان کا سامنا امام موسی کاظم علیہ السلام سے ہؤا اور انہوں نے اپنا ماجرا امام علیہ السلام کو کہہ سنایا۔ امام علیہ السلام نے سوالات اور جوابات کا مطالعہ کیا اور فرمایا: باپ اس پر فدا ہو - باپ اس پر فدا ہو - باپ اس پر فدا ہو۔

قم کی تقدس کا راز

متعدد احادیث میں قم کے تقدس پر تأکید ہوئی ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے قم کو اپنا اور اپنے بعد آنے والے اماموں کا حرم قرار دیا ہے اور اس کی مٹّی کو پاک و پاکیزہ توصیف فرمایا ہے:۔امام علیہ السلام فرماتے ہیں : "الا انَّ حرمی و حرم ولدی بعدی قم"(6)
آگاہ رہو کہ میرا حرم اور میرے بعد آنے والے پیشواؤں کا حرم قم ہے۔
امام صادق علیہ السلام ہی اپنی مشہور حدیث میں اہل رے سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:... وان لامیرالمؤمنین علیہ السلام حرماً و ھو الکوفہ الا و انَّ قم الکوفۃ الصغیرۃ ألا ان للجنۃ ثمانیہ ابواب ثلاثہ منھا الی قم... = اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے لئے بھی ایک حرم ہے اور وہ کوفہ ہے۔ جان لو کہ قم ہمارا چھوٹا کوفہ ہے، جان لو کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے تین دروازے قم کی جانب کھلتے ہیں۔
امام علیہ السلام قم کے تقدس کی سلسلے میں اپنی حدیث کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں: "... تقبض فیھا امراۃ من ولدی اسمھا فاطمہ بنت موسی علیھاالسلام و تدخل بشفاعتھا شیعتی الجنۃ با جمعھم = میرے فرزندوں میں سے ایک خاتون – جن کا نام فاطمہ بنت موسی ہے – قم میں رحلت فرمائیں گی جن کی شفاعت سے ہماری تمام شیعہ بہشت میں وارد ہونگے"۔
راوی کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث امام موسی کاظم علیہ السلام کی ولادت سے بھی پہلے امام صادق علیہ السلام سے سنی تھی۔ یہ حدیث قم کے تقدس کا پتہ دیتی ہے اور قم کی شرافت و تقدس کے راز سے پردہ اٹھاتی ہیں؛ اور یہ کہ اس شہر کا اتنا تقدس اور شرف – جو روایات سے ثابت ہے - ریحانہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم، کریمہ اہل بیت سلام اللہ علیہا کے وجود مبارک کی وجہ سے ہے جنہوں نے اس سرزمین میں شہادت پاکر اس کی خاک کو حور و ملائک کی آنکھوں کا سرمہ بنادیا ہے۔

سیدہ نے بھی قم کا انتخاب کیا

امام رضا علیہ السلام کے مجبورا شہر مرو سفر کرنے کے ایک سال بعد ۲۰۱ھ قمری میں آپ اپنے بھائیوں کے ہمراہ بھائی کے دیدار اور اپنے امام زمانہ سے تجدید عہد کے قصد سے عازم سفر ہوئیں راستہ میں ساوہ پہنچیں لیکن چونکہ وہاں کے لوگ اس زمانے میں اہلبیت کے مخالف تھے لہٰذا انہوں نے حکومتی کارندوں کے ساتھ مل کر قافلے پر حملہ کردیا اور جنگ چھیڑدی جس کے نتیجے میں قافلے میں سے بہت سارے افراد شہید ہوگئے(7)
حضرت غم و الم کی شدت سے مریض ہوگئیں اور ایک روایت کی مطابق ساوہ میں ایک عورت نے آپ کو مسموم کردیا (8) جس کی وجہ سے آپ سلام اللہ علیہا بیمار پڑ گئیں اور محسوس کیا کہ اب خراسان نہ جاسکیں گی اور اب زیادہ دیر تک زندہ بھی نہیں رہیں گی چنانچہ فرمایا : مجھے شہر قم لے چلو کیونکہ میں نے اپنے بابا کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: قم ہمارے شیعوں کا مرکز ہے۔ (9) اس طرح حضرت وہاں سے قم روانہ ہوگئیں۔
دشمنان اہل بیت کا اس قافلے سے نبرد آزما ہونا اور بعض حضرات کا جام شہادت نوش فرمانا اور وہ دیگر نامساعد حالات ایسے میں حضرت کا حالت مرض میں وہاں سے سفر کرنا، ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بات کو قبول کرنا بعید نہیں ہے کہ سیدہ معصومه سلام اللہ علیہا بھی عباسی جلادون کی حکم پر مسموم کی گئی تِہیں۔

بزرگان قم جب اس مسرت بخش خبر سے مطلع ہوئے تو حضرت کے استقبال کے لئے دوڑ پڑے، موىٰ بن خزرج اشعری نے اونٹ کی زمام ہاتھوں میں سنبھالی اور فاطمہ معصومہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اہل قم کے عشق اہلبیت سے لبریز سمندر کے درمیان وارد ہوئیں۔ موسیٰ بن خزرج کے ذاتی مکان میں نزول اجلال فرمایا۔ (10)

غروب غمگین

بی بی مکرمہ نے ١٧ دن اس شہر امامت و ولایت میں گزارے، مسلسل مشغول عبادت رہیں اور اپنے پروردگار سے راز و نیاز کرتی رہیں اس طرح اپنی زندگی کے آخری ایام بھی خضوع و خشوع الٰہی کے ساتھ بسر فرمائے۔ آخر کار وہ ذوق و شوق نیز وہ تمام خوشیاں جو کوکب ولایت کے آنے اور دختر فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی زیارت سے اہل قم کو میسر ہوئی تھیں یکایک نجمہ عصمت و طہارت کے غروب سے حزن و اندوہ کے سمندر میں ڈوب گئیں لقاء اللہ کے لئے بے قرار روح قفس خاکی سے بسوئے افلاک پرواز کرگئی۔ سیدہ نے دعوت حق کو لبیک کہی اور عاشقان امامت و ولایت عزادار ہوگئے۔
یہ سنہ 201 ہجری کا واقعہ ہے۔ سلام ہو اسلام کی اس عظیم المرتبت خاتون پر روز طلوع سے لے کر لمحہ غروب تک۔
سلام و درود معصومہ سلام اللہ علیہا کی روح تابناک پر جن کے حرم منور نے قم کی ریگستانی سرزمین کو نورانیت بخشی۔ سلام ہو دنیا کی خواتین کی سیدہ سلام اللہ علیہا، مہر محبت کے پیامبروں کی لاڈلی پر، دختر سرداران جوانان جنت پر۔
اے فاطمہ! روز قیامت ہماری شفاعت فرما، کہ آپ اللہ تعالی کی بارگاہ میں خاص مقام و منزلت کی مالک ہیں۔
ہاں بی بی معصومہ سلام اللہ علیہا نے حضرت زینب علیا مقام سلام اللہ علیہا کی طرح اپنے پر برکت سفر میں حقیقی پیشواؤں کی حقانیت کے سلسلے میں امامت کی سند پیش کردی اور مأمون کے چہرے سے مکر و فریب کی نقاب نوچ لی۔ قہرمان کربلا کی طرح اپنے بھائی کے قاتل کی حقیقت کو طشت از بام کردیا۔ فقط فرق یہ تھا کہ اس دور کے حسین علیہ السلام کو مکر و فریب کے ساتھ قتلگاہ بنی عباس میں لے جایا گیا تھا۔ اسی اثناء میں تقدیر الٰہی اس پر قائم ہوئی کہ اس حامی ولایت و امامت کی قبر مطہر ہمیشہ کے لئے تاریخ میں ظلم و ستم اور بے انصافی کے خلاف قیام کا بہترین نمونہ اور ہر زمانے میں پیروان علی علیہ السلام کے لئے ایک الہام الٰہی قرار پائے۔ آپ سلام اللہ علیہا جیسوں کی موت شہادت نہ ہو تو کیا ہو؟
آپ سلام اللہ علیہا نے خاندان پیغمبر صل اللہ علیہ و آلہ کے چند افراد اور محبان اہلبیت کے ہمراہ مدینے سے سفر کر کے ثابت کردیا کہ ہر زمانے میں حقیقی اور خالص محمدی اسلام کے تربیت یافتہ جیالوں نے مادی و طاغوتی طاقتوں کے سامنے حق کا اظہار کیا ہے۔ جیسا کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے یزید کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فرمایا ” انی استصغرک “ (11) میں تجھے حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہوں اور تجھے بہت ذلیل و رسوا سمجھتی ہوں۔

تدفین کی رسومات

شفیعہ روز جزا کی وفات حسرت آیات کے بعد ان کو غسل دیا گیا۔ تدفین پہنایا گیا پھر قبرستان بابلان کی طرف آپ کی تشییع کی گئی۔ لیکن دفن کے وقت مَحرم نہ ہونے کی وجہ سے آل سعد مشکل میں پھنس گئے۔ آخر کار

ارادہ کیا کہ ایک ضعیف العمر بزرگ اس عظیم کام کو انجام دیں، لیکن وہ بزرگ اور دیگر بزرگان اور صلحائے شیعہ اس امر عظیم کی ذمہ داری اٹھانے کے لائق نہ تھے کیونکہ معصومہ اہل بیت سلام اللہ علیہا کے جنازے کو ہر کوئی سپرد خاک نہیں کرسکتا تھا۔ لوگ اسی مشکل میں اس ضعیف العمر بزرگ کی آمد کے منتظر تھے کہ ناگہاں لوگوں نے دو سواروں کو آتے ہوئے دیکھا وہ ریگزاروں کی طرف سے آرہے تھے۔ جب وہ لوگ جنازے کے نزدیک پهنچے تو نیچے اترے اور کچھ کہے سنے بغیر نماز جنازہ پڑہی اور اس ریحانہ رسول خدا صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم کے جسد اطہر کو داخل سرداب دفن کردیا۔ اور کسی سے گفتگو کئے بغیر سوار ہوئے اور واپس چلے گئے اور کسی نے بھی ان لوگوں کو نہ پہچانا۔ (12)
حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد فاضل لنکرانی (رہ) فرماتے ہیں کہ بہ امر بعید نہیں ہے کہ یہ دو بزرگوار دو امام معصوم رہے ہوں کہ جو اس امر عظیم کی انجام دہی کے لئے قم تشریف لائے اور چلے گئے۔
سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کو دفن کرنے کے بعد موسیٰ بن الخزرج نے حصیر و بوریا کا ایک سائبان قبر مطہر پر ڈال دیا وہ ایک مدت تک باقی رہا۔ مگر حضرت زینب بنت امام محمد تقی الجواد علیہ السلام قم تشریف لائیں تو انہوں نے مقبرے پر اینٹوں کا قبہ تعمیر کرایا۔ (13)

زیارت حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا
روایات کی منظر سے دعا اور زیارت گوشہ تنہائی سے پر کھول کر لقاء اللہ تک عروج کرنے کا نام ہے۔ خالص معنویت کے شفاف چشمے کے آب گوارا سے بھرا ہؤا شفاف جام ہے؛ اور حضرت معصومہ کے حرم کی زیارت زمانے کی غبار آلود فضا میں امید کی کرن ہے، غفلت اور بے خبری کے بھنور میں غوطہ کھانے والی روح کی فریاد ہے اور بہشت کی بوستانوں سے اٹھی ہوئی فرح بخش نسیم ہے۔
حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا کے مرقد منور کی زیارت انسان کو خوداعتمادی کا درس دیتی ہے، اس ناامیدی کی گرداب میں ڈوبنے سے بچا دیتی ہے اور اس کو مزید ہمت و محنت کی دعوت دیتی ہے۔ کریمہ اہل بیت سلام اللہ علیہا کے مزار کی زیارت اس امر کا باعث ہوتی ہے کہ زائر اپنے آپ کا خداوند صمد کے سامنے نیازمنداور محتاج پائے، خدا کے سامنے خضوع و خشوع اختیار کرے، غرور و تکبر کی سواری – جو تمام بدبختیوں اور شقاوتوں کا موجب ہے – سے نیچے اتر آئے اور حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کو اپنے اور خدا کے درمیان واسطہ قرار دے۔ اسی وجہ سے آپ سلام اللہ علیہا کی زیارت کے لئے عظیم انعامات کا وعدہ دیا گیا ہے۔
حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کے سلسلے میں ائمہ معصومین سے متعدد احادیث و روایت نقل ہوئی ہیں۔

1- قم کے نامور محدث "سعد ابن سعد" کہتے ہیں کہ: "میں امام رضا علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہؤا تو امام ہشتم علیہ السلام نے مجھ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "ای سعد! ہماری ایک قبر تمہارے ہاں ہے"۔ میں نے عرض کیا:"میری جان آپ پر فدا ہو؛ کیا آپ فاطمہ بنت موسی بن جعفر کے مزار کی بات کررہے ہیں؟ فرمایا: " من زارها فله الجنّة؛ جو شخص ان کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی زیارت کرے، اس کے لئے بہشت ہے"۔(14)

2- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:" من زارها عارفاً بحقّها فله الجنة = جو کوئی ان کی زیارت کرے جنت اس پر واجب اور ان کے حق کی معرفت رکھتا ہو اس پر جنت واجب ہے"(15)۔ اور ایک اور

حدیث میں ہے کہ: " ان کی زیارت بہشت کے ہم پلہ ہے"۔

3 – نیز فرمایا:"انّ زیارتها تعدل الجنّة؛ جو شخص ان کی زیارت کرے اس کی جزا بھشت ہے۔"

4 – امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: "من زار المعصومة عارفاً بحقّها فله الجنّة؛جو شخص از روئے معرفت آپ کی زیارت کرے اس کا انعام جنت ہے۔"(16)

5 – نیز فرمایا "من زار المعصومة بقم کمن زارنی؛ جو شخص قم میں حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کرے، گویا اس نے میری زیارت کی ہے۔"

6- عن علیهماالسلام قال:اس سلسلے میں روایت ہے کہ ابن الرضا امام محمد تقی الجوادعلیہ السلام نے فرمایا:"من زارقبرعمّتی بقم فله الجنة (17)
جو شخص قم میں میری پھوپھی کی زیارت کرے بہشت اس پر واجب ہے"۔

7– ایک مؤمن امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے مشہد گیا اور وہاں سے کربلا روانہ ہؤا اور ہمدان کے راستے کربلا چلا گیا۔ سفر کے دوران اس نے خواب میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کیا ہوتا اگر تم سفر کے دوران قم سے عبور کرتے اور میری همشیره کی زیارت کرتے؟"

8 – مولی حیدر خوانساری لکھتے ہیں: روایت ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص میری زیارت کے لئے نہ آسکے رے میں میرے بھائی (حمزہ) کی زیارت کرے یا قم میں میری ہمشیرہ معصومہ کی زیارت کرے اس کو میری زیارت کا ثواب ملے گا۔(18)

احادیث کی مختصر شرح

گو کہ یہ ساری احادیث حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی عظمت کی دلیل ہیں مگر این روایات میں بعض نکات قابل تشریح ہیں:
جیسے: جنت کا واجب ہونا، جنت کے برابر ہونا، بہشت کا مالک ہوجانا، جو لفظ "له" سے سمجھا جاتا ہے اور ان کی زیارت کا حضرت رضا علیہ السلام کی زیارت کے برابر ہونا اور حضرت رضا علیہ السلام کا اس شیعہ بھائی سے بازخواست کرنا جس نے حضرت معصومہ سلام اللّٰہ علیہا کی زیارت نہیں کی تھی۔
حضرت معصومہ علیہا السلام کی زیارت کی سفارش صرف ایک امام نے نہیں فرمائی ہے بلکہ تین اماموں (علیہم السلام) نے ان کی زیارت کی سفارش فرمائی ہے: امام صادق، امام رضا و امام جواد علیہم السلام۔ اور دلچسپ امر یہ کہ امام صارف علیہ السلام نے حضرت معصومہ کی ولادت با سعادت سے بہت پہلے بلکہ آپ سلام اللہ علیہا کے والد امام کاظم علیہ السلام کی ولادت سے بھی پہلے ان کی زیارت کی سفارش فرمائی ہے۔
دوسرا دلچسپ نکتہ پانچویں روایت ہے جس میں حضرت معصومہ کی زیارت امام رضا علیہ السلام کے ہم پلہ

قرار دیا گیا ہے۔ زید شحّام نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ :"یا بن رسول اللّٰہ جس شخص نے آپ میں سے کسی ایک کی زیارت کی اس کی جزا کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: "جس نے ہم میں سے کسی ایک کی زیارت کی "کمن زار رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم؛ اس شخص کی طرح ہے جس نے رسول خدا صلی اللّٰہ و علیہ و آلہ و سلم کی زیارت کی ہو" چنانچہ جس نے سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کی در حقیقت اس نے رسول خدا کی زیارت کی ہے۔ اور پھر حضرت رضا علیہ السلام – جو سیدہ معصومہ کی زیارت کو اپنی زیارت کے برابر قراردیتے ہیں – فرماتے ہیں کہ :"الا فمن زارنی و ھو علی غسل، خرج من ذنوبه کیوم ولدته امّہ؛ آگاہ رہو کہ جس نے غسل زیارت کرکے میری زیارت کی وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے جس طرح کہ وہ ماں سے متولد ہوتے وقت گناہوں سے پاک تھا"۔ ان احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ معصومہ سلام اللّٰہ کی زیارت گناہوں کا کفارہ بھی ہے اور جنت کی ضمانت بھی ہے بشرطیکہ انسان زیارت کے بعد گناہوں سے پرہیز کرے۔

دو حدیثوں میں امام صادق اور امام رضا علیہما السلام نے زیارت کی قبولیت اور وجوب جنت کے لئے آپ سلام اللہ علیہا کے حق کی معرفت کو شرط قرار دیا ہے۔ اور ہم آپ سلام اللہ علیہا کی زیارت میں پڑھتے ہیں کہ "یا فاطِمَة اِشْفَعی لی فِی الْجَنَّة ِ، فَاِنَّ لَكَ عِنْدَاللّٰه ِشَأْناً مِنَ الشَّأْن = اے فاطمہ جنت میں میری شفاعت فرما کیونکہ آپ کے لئے خدا کے نزدیک ایک خاص شأن و منزلت ہے" امام صادق علیہ السلام کے ارشاد گرامی کے مطابق تمام شیعیان اہل بیت علیہ السلام حضرت سیدہ معصومہ سلام اللّٰہ کی شفاعت سے جنت میں داخل ہونگے اور زیارتنامے میں ہے کہ آپ ہماری شفاعت فرمائیں کیوں کہ آپ کے لئے ایک خاص شأن و منزلت ہے۔

علماء کہتے ہیں کہ یہ شأن، شأنِ ولایت ہے جو سیدہ سلام اللہ علیہا کو حاصل ہے اور اسی منزلت کی بنا پر وہ مؤمنین کی شفاعت فرمائیں گی اور اگر کوئی اس شأن کی معرفت رکھتا ہو اور آپ کی زیارت کرے تو اس پر جنت واجب ہے۔

زیارت اور اس کا فلسفه:

قاموس شیعہ میں ایک مقدس و معروف کلمہ،کلمۂ زیارت ہے اسلام میں جن آداب کی بہت زیادہ تأکید ہوئی ہے ان میں سے ایک اہل بیت علیہم السلام اور ان کی اولاد امجاد کی قبور مبارک کی زیارت کے لئے سفر کرنا ہے۔حدیثوں میں رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و آله و سلم اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی جانب سے اس امر کی بڑی تأکید ہے۔

مثلا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:من زارنی او زار احدا من ذریتی زرته یوم القیامة فانقذته من اھوائھا۔ (19)

جو میری یا میری اولاد میں سے کسی کی زیارت کرے گا مین قیامت کے دن اس کے دیدار کو پہنچوں گا اور اسے اس دن کے خوف سے نجات دلاؤں گا۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ من اتی قبر الحسین عارفا بحقه کان کمن حج مأة حجة مع رسول اللہ(20)

جو معرفت حقہ کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے گا تو گویا اس نے ۱۰۰ سو حج رسول اللہ کے ساتھ انجام دیئے۔

ایک دوسری روایت مین امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:امام حسین علیہ السلام آپ کی زیارت ہزار حج و عمرہ کے برابر ہے۔(21)
امام رضا علیہ السلام نے اپنی زیارت کے لئے فرمایا : جو شخص معرفت کے ساتھ میری زیارت کرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔(22)
امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا : جس نے عبد العظیم علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی گویا اس نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔(23)
امام جواد علیہ السلام نے بھی امام رضا علیہ السلام کے لئے فرمایا:
اس شخص پر جنت واجب ہے جو معرفت کے ساتھ (طوس میں) ہمارے باباکی زیارت کرے۔
حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کف بارف میں وارد ہونے والی روایات بھی مندرجہ بالا سطور میں بیان ہوئیں۔
اب سوال یہ ہے کہ ان فضائل و جزا کا فلسفہ کیا ہے؟ کیا یہ تمام اجر و ثواب بغیر کسی ہدف کے فقط ایک بار ظاہری طور پر زیارت کرنے والے کو میسر ہوجائے گا؟
در حقیقت زیارت کا فلسفہ یہ ہے کہ ہم ان کی تعلیمات سے آخرت کے لئے زاد راہ فراہم کریں اور خدا کی راہ میں اسی طرح قدم اٹھائیں جس طرح کہ ان بزرگوں نے اٹھایے۔ زیارت معصومین علیہ السلام کے سلسلے میں وارد ہونے والی اکثر احادیث میں شرط یہ ہے کہ ان کے حق کی معرفت کے ساتھ ہو تو تب ہی اس کا اخروی ثمرہ ملنے کی توقع کی جاسکے گی۔
یہ بزرگ ہستیاں، عالم بشریت کے لئے نمونہ اور مثال ہیں، ہمیں ان کا حق پہچان کر ان کی زیارت کے لئے سفر کی سختیان برداشت کرنی ہیں اور ساتھ ہی خدا کی راہ میں ان کی قربانیوں اور قرآن و اسلام کی حفاظت کی غرض سے ان کی محنت و مشقت سے سبق حاصل کرنا ہے اور اپنی دینی اور دنیاوی حاجات کے لئے ان سے التجا کرنی ہے کہ ہماری شفاعت فرمائیں اور اس کے لئے ان کے حق کی معرفت کی ضرورت ہے۔

حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کا مأثور زیارتنامہ

ہر بارگاہ میں ملاقات (زیارت) کا ایک خاص دستور ہوتاہے۔ حضرت معصومہ سلام اللہ علیہاکی بارگاہ میں بھی مشرف ہونے کے خاص آداب ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی زیارت کے لئے معتبر روایتوں سے زیارت نامہ منقول ہے تا کہ مشتاقان زیارت ان نورانی جملوں کی تلاوت فرماکر رشدو کمال کی راہ میں حضرت سے الہام حاصل کرسکیں اور رحمت حق کی بی ساحل سمندر سی اپنی توانائی اور اپنے ظرف کے مطابق کچھ قطرے ہی اٹھا سکیں۔
حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے لئے ائمہ معصومین سے مأثور زیارت نامہ وارد ہؤا ہے۔ سیدۃ العالمین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی بعد آپ سلام اللہ علیہا پہلی بی بی ہیں جن کے لئے ائمہ اطہار علیہم السلام کی طرف سے زیارت نامہ وارد ہؤا ہے۔ تاریخ اسلام میں رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب، حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد، حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد، حضرت ابوالفضل علیہ السلام کی والدہ فاطمہ بنت ام البنین، شریکۃ الحسین ثانی زہراء حضرت زینب، حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی ہمشیرہ حضرت حکیمہ خاتون اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت نرجس خاتون (سلام

اللہ علیہن اجمعین) جیسی عظیم عالی مرتبت خواتین ہو گذری ہیں جن کی مقام و منزلت میں شک و شبہے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، مگر ان کے بارے میں معصومین سے کوئی مستند زیارتنامہ وارد نہیں ہؤا ہے۔ مگر حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کے لئے زیارتنامہ وارد ہؤا ہے اور یہ حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی عظمت کی نشانی ہے؛ تا کہ شیعیان و پیروکاران اہل بیت عصمت و طہارت بالخصوص خواتین اس عظمت کا پاس رکھیں اور روئے زمین پر عفت و حیاء اور تقوی و پارسائی کے عملی نمونے پیش کرتی رہیں، کہ صرف اسی صورت میں ہے آپ سلام اللہ علیہا کی روح مطہر ہم سے خوشنود ہوگی اور ہماری شفاعت فرمائیں گی۔

حضرت کا معتبر زیارت نامہ

سند زیارت حضرت معصومہ سلام اللہ علیہاکی ایک معتبر زیارت ہے جسے علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں نقل فرمایا ہے۔ ہم پہلے اس کی سند پیش کرتے ہیں:
علی ابن ابراہیم اپنے پدر سے وہ سعد سے وہ امام علی بن موسی الرضا علیہما السلام سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اے سعد تمھارے نزدیک ہماری ایک قبر ہے !میں نے عرض کیا : میں آپ پر قربان ہوجاؤں کیا آپ فاطمہ بنت موسی بن جعفر علیہم السلام کی قبر کو بیان فرمارہے ہیں؟ فرمایا :"ہاں" جو بھی معرفت کے ساتھ ان کی زیارت کرے گا وہ مستحق بہشت ہے۔ جب بھی (تم حرم مشرف ہوتے ہو قبر کو دیکھ کر قبر شریف کے سرہانے) یعنی ضریح کے شمال میں (رو بقبلہ کھڑے ہوجاؤ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر،۳۳ مرتبہ سبحان اللہ،۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھو) بالکل تسبیحات حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی مانند اور پھر کہو۔

متن زیارت

اَلـسَّلامُ عَـلی آدَمَ صَـفْوَة اللّهِ، اَلسَّلامُ عَلی نوُح نَبِی اللّهِ، اَلسَّلامُ عَلی اِبْرهیمَ خَلیلِ اللّهِ، اَلسَّلامُ عَلی موُسی کَلیمِ اللّهِ، اَلسَّلامُ عَلی عیسی روُح ِاللّهِ، اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یا خَیْرَ خَلْقَ اللّهِ، اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یا صَفِی اللّهِ، اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یا مُحَمّدَ بْنَ عَبْد ِاللّهِ، خاتَمَ النَّبِیّینَ، اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یا اَمیرَالْمُؤْمِنینَ عَلی بْنَ اَبی طالِب، وَصِی رَسوُلِ اللّهِ، اَلسَّلامُ عَلَیْكِ یا فاطِمَة سَیِّدَة نِساءِ الْعالَمینَ، اَلسَّلامُ عَلَیْکُما یا سِبْطَی نَبِی الرَّحْمَةِ، وَ سَیِّدَی شَباب اهل ِالْجَنَّةِ، اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یا عَلِی بْنَ الْحُسَیْنِ، سَیِّدَ الْعابِدینَ وَ قُرَّة عَیْنِ النّاظِرینَ، اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِی، باقِرَ الْعِلْم ِبَعْدَ النَّبِی،اَلسَّلامُ عَلَیْك یا جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّد الصّاد ِقَ الْبارَّ الْامینَ، اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یا موُسَی بْنَ جَعْفَر الطّهرَ الطُّهرَ، اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یا عَلِی بْنَ موُ سَی الرِّضَا الْمُرْتَضی، اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِی التَّقِی، اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یا عَلِی بْنَ مُحَمَّد النَّقِی النّاصِحَ الْأَمینَ، اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یا حَسَنَ بْنَ عَلِی، اَلسَّلامُ عَلَی الْوَصِی مِنْ بَعْدِهِ. اَللّهمَّ صَلِّ عَلی نُورِكَ وَ سِراجِكَ، وَ وَلِی وَلِیِّكَ، وَ وَصِیِّ وَصِیِّكَ، وَ حُجَّتِكَ عَلی خَلْقِكَ. اَلسَّلامُ عَلَیْك ِیابِنْتَ رَسوُلِ ِاللّهِ، اَلسَّلامُ عَلَیْك ِیابِنْتَ فاطِمَة وَ خَدیجَة، اَلسَّلامُ عَلَیْك ِیابِنْتَ اَمیرِالْمُؤْمِنینَ، اَلسَّلامُ عَلَیْك ِیابِنْتَ الْحَسَن ِوَ الْحُسَیْن ِاَلسَّلامُ عَلَیْك ِیابِنْتَ وَلِی اللّهِ، اَلسَّلامُ عَلَیْك ِیا اُخْتَ وَلِی اللّهِ، اَلسَّلامُ عَلَیْك ِیا عَمَّة وَلِی اللّهِ، اَلسَّلامُ عَلَیْك ِیابِنْتَ موُسَی بْن ِجَعْفَر، وَ رَحْمَة اللّهِ وَ بَرَکاتُه. اَلسَّلامُ عَلَیْكِ، عَرَّفَ اللّه بَیْنَنا وَ بَیْنَکُمْ فِی الْجَنَّةِ، وَ حَشَرَنا فی زُمْرَتِکُمْ، وَ أَوَرَدْنا حَوْضَ نَبِیِّکُمْ، وَ سَقانا بِکَأْس ِجَدِّ کُمْ مِنْ یَدِ ِعَلِیِّ بْن ِاَبی طالِب، صَلَواتُ اللّه عَلَیْکُمْ، أَسْئَلُ اللّه أَنْ یُر ِیَنا فیکُمُ السُّروُرَ وَ الْفَرَجَ، وَ أَنْ یَجْمَعَنا وَ إِیّاکُمْ فی زُمْرَة ِجَدِّکُمْ مُحَمَّد، صَلَّی اللّه عَلَیْهِ وَ آلِهِ، وَ أَنْ لا یَسْلُبَنا مَعْر ِفَتَکُمْ، إِنَّه وَلِی قَدیرٌ. أَتَقَرَّبُ إِلَی

اللّهِ بِحُبِّكُمْ وَ الْبَرائَةِ ِمِنْ أَعْدائِكُمْ، وَ التَّسْليمِ ِإِلَى اللّهِ، راضِياً بِهِ غَيْرَ مُنْكِرٍ وَ لا مُسْتَكْبِرٍ وَ عَلى يَقينٍ ِما أَتى بِهِ مَحَمَّدٌ - صلى الله عليه و آله - وَ بِه راض، نَطْلُبُ بِذلِكَ وَجْهكَ يا سَيِّدى، اَللّهمَّ وَ رِضاكَ وَ الدّارَ الْآخِرَة. يا فاطِمَةُ اِشْفَعى لى فِى الْجَنَّة ِ، فَاِنَّ لَكَ عِنْدَاللّهِ شَأْناً مِنَ الشَّأْنِ ِ. اَللّهمّ اِنى اَسْئَلُكَ أَنْ تَخْتِمَ لى بِالسَّعادَة ِ، فَلاتَسْلُبْ مِنّى ِما أَنَا فيهِ،وَ لاحُولَ وَ لا قُوَة إِلا بالّله الْعَلِى الْعَظيم ِ. اَللّهمَ اسْتَجِبْ لَنا، وَ تَقَبَّلْه بِكَرَمِكَ وَ عِزَّتِكَ، وَ بِرَحْمَتِكَ وَ عافِيَتَكَ، وَ صَلَّى اللّه عَلى مُحَمَّد وَ آلِهِ أَجْمَعينَ، وَ سَلَّمَ تَسْليما يا أَرْحَمَ الرّاحِمينَ. (24)

ترجمہ :

سلام ہو آدم پر جو برگزیدہ ھی خدا کا۔ سلام ہو نوح پر جو نبی اللہ ِہیں۔ سلام ہو ابراہیم جو خدا کی خلیل ہیں۔
سلام ہو موسیٰ پر جو کلیم اللہ ِہیں۔ سلام ہو عیسیٰ پر جو روح اللہ ِہیں۔
اے رسول خدا آپ پر سلام ہو، اے بہترین مخلوق خدا آپ پر سلام ہو۔ اے صفی خدا آپ پرسلام ہو۔اے خاتم انبیاء محمد بن عبداللہ آپ پر سلام ہو۔
جاری ہے:

---

1. دلائل الامامہ ص/ ۳۰۹۔
3. وسیلہ المعصومہ بنقل نزھة الابرار۔
4. مستدرک سفینة البحار ج/ ۸ ص/ ۲۵۷۔
5. سفینه البحار 2/376؛ تاریخ قم /7۔
6. بحارالانوار ج ٦٠ صفحه ٢١٦
7. زندگانی حضرت معصومہ / آقائے منصوری : ص/ ۱۴، بنقل از ریاض الانساب تالیف ملک الکتاب شیرازی۔
8. وسیلة المعصومیہ : میرزا ابو طالب بیوک ص/ ٦٨، الحیا ة السیاسبة للامام الرضا علیہ السلام: جعفر مرتضیٰ عاملی ص/ ۴۲۸، قیام سادات علوی : علی اکبر تشید ص / ١٦٨۔
9. دریائے سخن تاٴلیف سقازاده تبریزی : ص/۱۲، بنقل از ودیعہ آل محمد صل اللہ علیہ و آلہ/ آقائے انصاری۔
10. تاریخ قدیم قم ص/ ۲۱۳۔
11. خطبہ حضرت در شام
12. تاریخ قدیم قم ص / ۲۱۴۔
13. سفینة البحار ج/ ۲، ص / ۳۷۶۔
14. ثواب الأعمال و عیون اخبار الرضاعلیہ السلام۔ عوالم العلوم، ج ۲۱، ص ۳۵۳ بحوالۂ اسنی المطالب ص ٤٩ تا ص ۵۱۔
15. بحار ج ٤٨ صفحه ۳۰۷۔
16. عیون اخبارالرضا علیہ السلام۔
17. کامل الزیارة
18. زبدة التصانیف، ج ٦، ص ۱۵۹، بحوالۂ کریمۂ اہل بیت، ص ۳۔
19. کامل الزیارات ص۱۱۔
20. بحار الانوار ج ۱۰۱، ص ۴۲۔

21ـ بحار الانوار ج ١٠١، ص ۴٣ـ
22ـ بحار الانوار ج ١٠٢، ص٣٣ـ
23ـ بحار الانوار ج ١٠٢، ص٢۶۵ـ
24ـ بحار الانوار ج /١٠٢، ص ٢۶۶ـ